# شیخ عبدالوهاب متقی

محمد صغیر حسن معصومی

دلی کے مشہور محدث شیخ عبدالحق محدث دهلوی (۱)(م۱۰۵۲) کے شیخ طریقت اور جلیــل القدر استاد کا نام نامی حضرت شیخ عبدالوهاب متقی تھا ، یه شیخ ولی اللہ کے بیٹے اور مالوه کے پرانے راجدھانی مندو (۲) کے ایک نہایت شریف خانوادے کے چشم و چراغ تھے ، زمانے کی بوقلمونی سے شیخ ولی اللہ اپنے فرزند اور اهل و عیال کو ساتھ لے کر مندو ( منڈو ) سے نقل مکانی کرکے برهان پور میں جا آباد ہوئے ۔

شیخ عبدالوهاب کی طفولیت هی کا زمانه تھا که والدین کا سایه سر سے اٹھ گیا ، جب سن شعور کو پہنچے تو سفر کیلئے اٹھ کھڑے ہوئے ، اور رضائے الٰهی سے گجرات ، دکن اور سیلون میں سیاحت کرتے رهے ، اکثر و بیشتر تین شبانه یوم سے زیاده کهیں قیام نهیں کرتے تھے اور اگر کسی جگه زیاده دنوں تک ٹھهرتے بھی تو کسی ذی علم بزرگ کی صحبت میں علم کے حصول میں کوشاں رهتے ۔

**مکۂ معظمه کی طرف هجرت :**

عنفوان شباب هی میں جب که ابھی تقریباً بیس سال کے تھے که شیخ عبدالوهاب کو شوق سفر مکه معظمه لے گیا ۔ یه وه زمانه تھا جب

که عرب کے مشہور محدث و مؤرخ شیخ علی المتقی کی علمی شہرت عروج پر تھی ۔ جب ان کو معلوم ہوا کہ ان کے استاد کے خلف شیخ عبدالوھاب تشریف لائے ہوئے ھیں تو ان سے ملاقات کی ۔ شیخ نے دیکھا کہ شیخ عبدالوھاب نہایت خوشنویس ھیں ، بڑے احترام و محبت سے پیش آئے اور خواهش ظاھر کی کہ ان کی کتابوں کی نقلیں تیار کریں ۔ شیخ عبدالوھاب بچپن میں اپنے والد سے ان کا ذکر سن چکے تھے ، بلکہ ان کے والد نے ھدایت کی تھی کہ وہ شیخ علی اور ان کے جیسے اھل علم کی صحبت میں رہ کر علم کی تحصیل کریں ۔ چنانچہ شیخ عبدالوھاب نے شیخ علی کی پیش کش فوراً قبول کر لی اور ان کی تالیفات کی کتابت کے لئے تیار ھو گئے ۔

شیخ عبدالوھاب کو خط نستعلیق میں مہارت تھی ، اور قرآن و حدیث کی کتابت اھل زھد و تصوف خط نسخ میں بالعموم کیا کرتے تھے ۔ شیخ علی کو خواھش ھوئی کہ شیخ عبدالوھاب خط نسخ میں بھی مہارت حاصل کریں ، اورانکی کتابیں نسخ ھی میں نقل کریں (۳)

شیخ عبدالوھاب نے بہت جلد خط نسخ کی مشق میں کمال حاصل کر لیا ، اور شیخ علی کی مؤلفات نقل کرنے میں مشغول ھو گئے ۔ شیخ علی کی کتابوں کو نہ صرف جمع کیا اور نقل کیا بلکہ نقل شدہ نسخوں کا مقابلہ اصل کے ساتھ محنت کے ساتھ کرتے اور تصحیح کا کام بھی انجام دینے لگے ۔ خوشنویسی کے ساتھ اللہ تعالی نے ان کو زود نویس بھی بنایا تھا ، چنانچہ ھزار ھزار سطروں کو ایک دن میں لکھ ڈالتے ، اور بارہ ھزار سطروں کی نقل بارہ دنوں میں مکمل کر دیتے ۔ انھوں نے شیخ علی متقی کے اکثر علمی کارناموں کو نہ صرف نقل کیا ، بلکہ ان کی ترتیب اور تصحیح کا کام بھی انجام

دیا (۴) ۔

انھی ایام میں قضاکار ، مکہ معظمہ میں سخت قحط پڑا ، شیخ بھی اس سے متأثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے ۔ پھر بھی اپنے شیخ کے علاوہ کسی دوسرے کی کتابوں کی کتابت قبول نہیں کی ، اور بینگن کے چند قاشوں پر اپنی گذر اوقات کرنے لگے ، بینگن کے ٹکڑوں کو نمک لگا کر محفوظ کر لیتے اور محضً چند قاش کھا کر پورا دن گذار دیتے۔

## شیخ علی کے ساتھ انکی عقیدت :

شیخ عبدالوہاب اپنے استاد شیخ علی کی متابعت میں سرگرم رہے اور ان کی رضاجوئی میں ہمیشہ سعی کرتے رہے ، درحقیقت اس جدوجہد میں انہوں نے اپنے کو فنا کر دیا ۔ نتیجہ یہ ہوا کہ باطن و ظاہر کے تزکیہ میں کمال حاصل کیا ۔ اور تزکیۂ نفس میں اس قدر ترقی حاصل کی کہ ان کو اپنے شیخ کی رفاقت نصیب ہوئی ۔ ایک موقع پر شیخ نے کھلے الفاظ میں فرمایا : ” ایک موقع پر جب میں نے اللہ کی راہ میں ایک ساتھی پایا تو یقین ہو گیا کہ یہ عبدالوہاب ہیں(۵)۔

## شیخ کی نصیحت :

شیخ عبدالوہاب بیان فرماتے ہیں :” شیخ کی خواہش ہوئی کہ میں غنا پر فقر کی فضیلت کا اقرار کروں ، انہوں نے یہ بھی نصیحت کی کہ اس عقیدے پر سختی کے ساتھ قائم رہوں ، کیونکہ خود ان کو اس اعتقاد پر لذت محسوس ہوتی رہی تھی ۔

شیخ کا بیان ہے کہ اس اقرار کے بعد مجھے ان کا تلمذ حاصل ہو گیا اور شیخ علی متقی نے ارادت کے لئے اپنا ہاتھ میرے ہاتھوں میں ڈالا اور اپنی صحبت میں ماہ جمادی الاولی ۹٦۳ ھ بمطابق مارچ

۱۵۵۶ء میں میری حاضری کو قبول کیا ۔ اس وقت سے برابر ان کی صحبت میں رہا یہاں تک کہ شیخ نے دوسری تاریخ ماہ جمادی الاولی ۹۷۵ هجری مطابق ۴ نومبر ۱۵٦۷ء میں رحلت فرمائی ۔

شیخ عبدالوھاب شیخ علی کی خدمت میں بارہ سال وابستہ رہے ، اور ٦۴ سال کی عمر میں ۱۰۰۱ھجری ۱۵۹۲ء میں اس دارفانی سے عالم بقا کو کوچ کیا ۔ مکۂ معظمہ میں ۴۴ (چوالیس) سال ان کا قیام رہا ، اور اسی تعداد کے مطابق حج کی سعادت سے مشرف ہوئے (٦) ۔

## شیخ کے اخلاق و فضائل :

شیخ عبدالوھاب اپنے شاگردوں اور مریدوں پر بڑے مہربان تھے ، اور حاجت مندوں اور غریبوں کی امداد و اعانت کے لئے مشہور تھے ۔ اپنے استاد و شیخ کے نہایت لائق اور سچے جانشین تھے ۔ حرمین شریفین ، یمن ، مصر اور شام کے علماء و فضلاء ان کی عزت اور بے حد احترام کرتے تھے ، اور انھیں شیخ ابوالحسن شاذلی کے مرید شیخ ابوالعباس مرسی کا نہایت قریبی مرید سمجھتے تھے ۔

شیخ عبدالحق محدث دھلوی رقمطراز ھیں : یمن کے ایک بڑے مشہور عالم نے حرمین شریفین کے لوگوں کو ان کے متعلق لکھا :

„علیکم یا اھل الحرمین بالشمعة المضیئة من اللہ فیکم فاستضیئوا به "

„اے اھل مکہ و مدینہ اپنے درمیان اس روشن شمع کی صحبت لازم پکڑو اور ان کی روشنی سے استفادہ کرو " ۔

یمن کے ایک مشہور و معروف عالم سید حاتم کو مکے میں شیخ سے ملنے کی آرزو ہوئی ، جب انھوں نے باریابی کی اجازت چاھی تو شیخ نے ان کو پیغام بھیجا :„ دلوں کا ملنا کافی ہے ، جسمانی ملاقات مطلوب نہیں " .اس پیغام سے سید مطمئن ہوگئے اور کوچ کرگئے (۷)۔

شیخ عبدالحق بیان کرتے ھیں کہ جب وہ خود ھندوستان واپس جانے کی تیاری کر رھے تھے تو یمن کے لوگوں سے انہوں نے سنا کہ سید حاتم نے دوبارہ ارادہ کیا کہ حج کے زمانے میں شیخ کو دیکھیں ۔

شیخ عبدالحق رقمطراز ھیں کہ جب وہ حزب البحر نقل کر رھے تھے تو ایک بڑے مشہور بزرگ شیخ علاؤالدین نامی ان کی ملاقات کو تشریف لائے ۔ ان فاضل بزرگ نے ان سے پوچھا : " آپ کیا لکھ رھے ھیں ؟ " جواب دیا :" یہ حزب البحر ہے ، میں اس کو نقل کر رھا ھوں کہ اپنی واپسی سفر میں کشتی میں پڑھوں گا " ۔ شیخ علاؤالدین نے پھر پوچھا :" کیا کسی سے اس کے پڑھنے کی اجازت لی ہے ؟ ۔ شیخ نے جواب میں فرمایا :" ھاں . میں شیخ عبدالوھاب متقی سے اس کے پڑھنے کی اجازت حاصل کرونگا " ۔ پھر سوال کیا :"کیا آپ شیخ عبدالوھاب کو جانتے ھیں " شیخ علاؤالدین کو جواب دیا : "جی ھاں . میں ان کی خدمت میں دو سال رھا ھوں " شیخ نے فرمایا : "آپ کو خوشخبری ھو : آپ کا حج مقبول اور آپ کی محنت کا صلہ محفوظ ۔ شیخ عبدالحق نے کہا :" آپ یہ کیسے کہتے ھیں " ؟ شیخ علاؤالدین نے جواب دیا : میں یمن کے شہروں میں سفر کرتا رھا ،اور علماء ، فضلاء اور وھاں کے غریبوں سے ملتا رھا ، سب بالاتفاق شیخ کی تعریف میں رطب اللسان رھے ھیں ، اور ان کو " اپنے وقت کا قطب مکہ " سمجھتے ھیں (۸) ۔

**شیخ کا طریقہ تصوف :**

شیخ صوفیانہ حقائق پر مشتمل کتابوں کو پڑھانا پسند نہ فرماتے تھے اور شیخ ابن العربی کی کتاب فصوص الحکم جیسی کتابوں میں مشغول ھونے کو بھی پسند نہیں کرتے تھے ۔ اور نہ ان کتابوں پر فقہاء

اور متکلمین کی عادت دیرینہ کے مطابق نقد و تبصرہ فرماتے تھے ۔ ان کی ھدایت ھمیشہ یہ رھی کہ اھل السنت والجماعت کے عقیدے کے مطابق اپنا عقیدہ ظاھر و باطن طور پر درست رکھنا چاھیئے اپنے ایمان و عقیدے کی پختگی حاصل کرنے کے بعد اھل باطن کی تحریرات سے واقفیت حاصل کرنا چاھیئے ، اور اھل باطن کے رموز و امثال و مباحث کا مطالعہ کرنا چاھیئے ۔ مشکوک و مشکل مقامات سے گذرتے ھوئے اپنے مطالعے کے دوران ھرگز شکوک و شبہات کو جو پیش آئیں اھمیت نہ دیں ، وقتاً فوقتاً یہ شبہات خود بخود رفع ھو جاتے ھیں ، ان کتابوں کے ذریعہ اپنے کو صراط مستقیم پر قائم رکھیں ، یہاں تک کہ مہمل اور باطل مباحث سن کر کبھی تعصب و ناپسندیدگی کا تأثر ظاھر نہ ھونے دیں ۔اگر کوئی شخص غوروخوض کے بعد کسی بات کا رد کرنا چاھے تو کر سکتا ہے ، ورنہ سنی سنائی باتوں سے متأثر ھوئے بغیر مطالعہ جاری رکھے ۔

شیخ عبدالوھاب عدن کے بزرگ صوفی شیخ عبدالکریم الجیلی کی کتاب « الانسان الکامل » کے بڑے مداح اور اس سے بہت متأثر تھے ۔

اھل السنت والجماعت کے طریقے پر شیخ ریاضت باطنی میں مشغول رھنے کو بڑی اھمیت دیتے تھے اور اھل باطن کے لئے شرط سمجھتے تھے ۔ وہ نظریۂ وحدۃ الوجود کی معرفت کو صوفیا کے طریقے پر گامزن ھونے کیلئے ضروری نہیں سمجھتے تھے ۔ اور فصوص میں ابن عربی کے بیان کردہ نکتے کو اھمیت نہیں دیتے تھے ۔

اگرچہ شیخ محفل سماع میں حاضری پر مشائخ پر جرح و قدح نہیں کرتے تھے کہ یہ محفل اللہ تعالی کے حمد اور پیغمبر اسلام کی

نعت کے اشعار سننے کو ترتیب دی جاتی ہے ، لیکن اپنے عقیدت مندوں کے لئے اس عمل کو پسند نہ فرماتے تھے ۔ راہ چلتے گانے کی آواز سن کر دھیان نہ دیتے اور اس عمل کو ہرگز پسند نہ کرتے تھے ۔ ایک بار شیخ عبدالحق نے سماع کی محفلوں کے بارے میں جو ان دنوں ہندوستان میں بڑے اہتمام کے ساتھ منعقد کی جاتی تھیں شیخ کا فیصلہ جاننا چاہا ، شیخ نے واضح طور پر کہا کہ اس عمل کی اجازت نہیں اور اس سے احتراز ضروری ہے (۹) ۔

## ان کا خـــاندان

شیخ نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ ناکتخدائی میں گذارا ۔ جن دنوں وہ اپنے شیخ کی خدمت میں حاضر رہتے تھے وہ غیر شادی شدہ تھے ۔ جب چالیس پچاس کے درمیان ان کی عمر تھی تو انہوں نے شادی کی ۔ شادی سے پہلے انہوں نے جو کچھ کتابوں کی نقل سے لوگوں سے حاصل کیا تھا سب کو غریبوں اور حاجتمندوں میں تقسیم کر دیا ۔ صرف اپنے لیے کتابوں کے لیے اور کپڑے اور خوراک کے لئے کچھ رقم اپنے پاس رکھی ۔ شادی کے بعد اگرچہ اپنے خاندان کے لوگوں اور قرابتداروں کو ترجیح دیتے تھے مگر ناداروں اور محتاجوں سے غافل نہ رہتے تھے ۔ ہندوستان سے آئے ہوئے ناداروں کی وہ ہمیشہ مدد کرتے تھے اور ان کی خوراک ، کپڑے اور کچھ رقم کا بندوبست کرتے ۔ جو لوگ خاص طور پر پیغمبر اسلام علیہ الصلوۃ والسلام کی زیارت کا ارادہ رکھتے تھے ،انکی خاص طور پر اعانت کرتے تھے (۱۰) ۔

## شیخ کی تعلیمات

یہ کہا جاتا ہے کہ اپنے معاصرین علماء و فضلاء پر شیخ کو سارے

علوم شرعیہ میں سبقت حاصل تھی ۔ اس میں کوئی مبالغہ نہیں کہ عربی لغت کی مشہور کتاب قاموس کے سارے مضامین کے گویا وہ حافظ تھے ۔ فقہ و حدیث میں بھی کوئی ان کا مقابل نہ تھا ، ادب عربی اور دوسرے متعلقہ علوم میں بڑی نظر رکھتے تھے ۔ حرم شریف میں یہ علوم وہ ہمیشہ پڑھاتے رہے ۔

شیخ عبدالحق بیان کرتے ہیں کہ جس زمانے میں ان کی بینائی کمزور ہو گئی اس پر بھی تدریسی اوقات کے بعد مفید کتابوں کے مقابلے کے بعد تصحیح کرنے اور مفید کتابوں اور نادر کتابوں کی نقل میں مشغول رہتے تھے ، اور ان کے نسخے طلباء کو فراہم کرتے تھے ۔

شیخ علم کو غذا سمجھتے تھے جس کی ضرورت ہر وقت اور ہر موقع پر ہوتی ہے ۔ وہ ہمیشہ اپنے مریدوں اور عقیدت مندوں کو مطالعے کی ترغیب دیتے اور لوگوں میں علم فراہم کرنے کی تلقین کرتے تھے ۔

ان کی رائے میں لگاتار مطالعہ کرنے سے علم کو ہر طرح کے نقص و مرض سے محفوظ رکھا جا سکتا ہے ۔ وہ خاص طور پر رمضان کے مبارک مہینے کے آخری عشرہ میں ، ذوالحجہ کے ابتدائی دس دنوں میں اور دوسرے خاص فضیلت کے ایام میں مطالعہ میں مصروف رہنے کو ترجیح دیتے تھے ۔

شیخ سے جب یہ بیان کیا گیا کہ اکثر روحانی پیشوا اپنے مریدوں کو ترغیب دیتے ہیں کہ ہمیشہ ذکر یعنی اللہ کی یاد میں اپنے کو مشغول رکھیں ، تو آپ نے وضاحت کی کہ جو لوگ کسی نیک کام میں مشغول رہتے ہیں تو وہ حقیقت میں برابر ذکر الٰہی میں مصروف رہتے ہیں ۔ نماز کی ادائیگی ، قرآن کریم کی تلاوت ، مذہبی علوم کی تعلیم اور نیکو کاری سب ذکر کی صورتیں ہیں ۔ سلف صالحین

• ہمیشه علم کی اشاعت میں کوشاں رهتے تھے ۔ لوگوں کے اخلاق و اطوار اور طریق و روش کی اصلاح کی طرف خاص توجه دیتے تھے تاکه اخلاق حسنه کے خوگر بنیں اور اعلی کیرکٹر کے حامل ہوں۔

ایک خاص مرید نے دریافت کیا : ادائے صلوۃ اور ذکر کرنے میں کس کو ترجیح ہے ؟ شیخ نے جواب دیا : نماز ادا کرنا بڑا کارنامه ہے، لیکن ذکر کی مواظبت سے ایک قسم کی مواصلت حاصل ہوتی ہے جس سے ذاکر اپنے کو وحدت کی راہ میں فنا کے مرتبے کو پہنچاتا ہے اس تجربے کو شیخ نے نہایت خوشگوار لذت سے لطف اندوز ہونے سے تعبیر کیا که جب کوئی شخص اس لذت سے ایک بار بھی آشنا ہوتا ہے تو بار بار ہمیشه اسی لذّت کے حصول کی خوہش کرتا ہے(۱۱)۔

ایک بار تصفیه قلب کیلئے دعوت کے طریقے ( یعنی دعا کرنے اور خاص دعاؤں کے پڑھنے ) کے متعلق استفسار کرنے پر که کچھ بزرگوں کا طریقه خاص دعاء پڑھنے سے وصول الی اللہ مقصود ہوتا ہے،آیا یه حاصل ہوتا بھی ہے یا نہیں ، شیخ نے جواب دیا که خاص دعائیں ضرور نفع بخش ہوتی ہیں ، البته ایسے طریقوں کے دعویدار اخلاق حسنه اور آداب و حسن سلوک سے عاری ہوتے ہیں ، اور یه خیال کرتے ہیں که سخت گیری اور کڑے طور پر محاسبه کرنے سے اپنی ذات کی اصلاح کرتے ہیں اور سرعت کے ساتھ ترقی منازل سے ہمکنار ہوتے ہیں ۔ شیخ ایسے دعویداروں کو بنظر استحسان نہیں دیکھتے تھے اور اچھے عادات حاصل کرنے اور صبر سے کام لینے کی تلقین کرتے تھے ۔ شیخ نے مزید صراحت کی که ان کے شیخ ان طریقوں سے آشنا نه تھے ، اور ہمیشه شریعت و طریقت کے **متداول** علوم کی تعلیم دیتے تھے ۔

ایک مرتبہ جب شیخ نے شیخ عبدالحق کو شریعت اور طریقت کے علوم کی اجازت مرحمت فرمانا چاھی توشیخ عبدالحق نے پہلے شیخ موصوف سے دعاء سیفی کی اجازت حاصل کی کیونکہ شیخ اس دعا کے نہایت معتبر اعلی سند کے حامل تھے (۱۲) - درحقیقت شیخ موصوف نے شیخ عبدالحق کو ان علوم کی عام اجازت سے نوازا تھا اور ان کو ہر طرح سے اپنا خلیفہ بنانے کا تہیہ کر لیا تھا -

شیخ نے اس بات کی صراحت بھی کی کہ ذکر کے مختلف طریقے اور مختلف وضع جن کو بزرگوں نے اپنایا اور جن کا ذکر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں ناپید ہے مفید ہو سکتے ھیں کہ ذکر کرنے میں ان سے بیحد تأثر پیدا ہوتا ہے -

شیخ رحمۃ اللہ علیہ سے ذکر خفی کے متعلق سوال کیا گیا کہ اللہ جلشانہ کا نام آھستہ آواز میں لینے اور اعادہ کرنے میں کیا فائدہ متصور ہے - شیخ نے پہلے ذکر خفی کا مفہوم واضح کیا کہ اللہ تعالی کا نام اس طرح لینا چاھیئے کہ ساتھ کے لوگ نہ سن سکیں ، لوگوں نے اس طریقۂ ذکر کو جاننا چاھا کہ جس یاد الٰہی میں زبان کوئی کارنامہ انجام نہ دے سکے اور بعض صوفیاء کے خیال کے مطابق ، ذکر خفی ایسا ہو کہ خود دل کو اس کا شعور نہ ہو سکے ، شیخ نے بیان فرمایا کہ یہ ایک مختلف افسانہ ہے ، البتہ انہوں نے یہ واضح کیا کہ خفی ذکر کا مقصد یہ ہے کہ لوگوں سے الگ تنہائی میں ذکر الٰہی کریں اور اس کا آخری درجہ یہ ہے کہ خود نفس کو یہ ذکر سنائی نہ دے (۱۳) -

شیخ عبدالحق بیان فرماتے ھیں کہ شیخ نے ایک بار ذکر کیا کہ بچپن میں اپنے والد کی معیت میں جب کسی فتنے کے خوف سے اپنے

ملک منڈو کو ترک کرنے کا عزم کیا اور راہ فرار اختیار کی تو اتفاق سے راستہ بھول گئے ، جنگل میں دونوں رواں دواں تھے ۔ کھانے پینے کو کوئی چیز دستیاب نہ تھی ، چونکہ شیخ ابھی بچے تھے ، بھوک سے بلبلا اٹھے اور رونے لگے ۔ ان کے والد نے ہزار دلاسا دیا ، کوئی اثر نہ ہوا ، یہ کہتے جاتے تھے کہ " کھانے کی چیز ابھی مل جائے گی ، نہ روؤ " ، دن آخر ہونے کو آیا تو دونوں کسی درخت پر چڑھ گئے کہ رات اسی پر گذاریں کیونکہ اس جنگل میں وحشی درندہ جانوروں کی کثرت تھی ۔ صبح سویرے انہوں نے درخت کے قریب ھی میٹھے پانی کا ایک چشمہ بہتا دیکھا ۔ ساتھ ھی ایک نہایت بوڑھے بزرگ نظر آئے جنھوں نے ان کو روٹیاں دیں اور ایک گاؤں کی طرف راھنمائی کر دی ۔ شیخ بیان کرتے ھیں کہ جب ھم لوگ کھا پی چکے تو گاؤں کی طرف روانہ ہوئے ۔ بعد میں جب ھم لوگوں کو اطمینان نصیب ہوا تو شوق ہوا کہ ان بزرگ سے چل کر ملاقات کریں ، جنگل کی اسی جگہ پر جا پہنچے ، درخت تو کھڑا تھا ، لیکن وھاں کسی چشمے کا نام و نشان تک نہ تھا ، اور نہ ان بزرگ کا کہیں پتہ تھا ۔ تب ھمیں یقین آیا کہ یہ بوڑھے بزرگ درحقیقت خواجہ خضر علیہ السلام تھے جو اس جنگل میں ھماری مدد کو نمودار ہوئے تھے (۱۳) ۔

ایک مرتبہ " استدراج " کے موضوع پر بحث چھڑی ہوئی تھی ، موضوع بحث یہ تھا کہ آیا کسی غیر مسلم سے کوئی عجوبۂ روزگار کرامت صادر بھی ھو سکتی ہے یا نہیں ۔ شیخ نے تصریح کی کہ باطنی تجربات اور ریاضت کرکے ایک فاسق نیز ایک ایجاد کرنے کی مہارت کا حامل کچھ ایسی طاقت حاصل کر لیتا ہے جس سے ان لوگوں کو جو اپنے مذھبی ایمان و اعتقاد میں ابھی مضبوط و پختہ

نہیں ہوئے ہیں اپنی طرف متوجہ کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ چنانچہ شیخ نے خود اپنا ایک واقعہ مثال کے طور پر بیان فرمایا کہ جب وہ شہر مالابار میں تھے تو ایک عجیب واقعہ پیش آیا ، شہر کے قاضی نے جن کا نام عبدالعزیز تھا اور شافعی مسلک کے تھے۔ ان کی بڑی آؤ بھگت کی اور احترام و ضیافت سے اپنا گرویدہ بنایا ، شیخ نے ان سے دریافت کیا کہ شہر میں کوئی ایسے اہل باطن صوفی بھی ہیں جن کی زیارت کی جائے۔ قاضی نے ان سے ایک ایسے شخص کا ذکر کیا جس کی شہرت لوگوں میں تھی ، اور سب اسکے بیحد عقیدتمند تھے ، لیکن چونکہ یہ شخص بعض ممنوع کردار کا عادی تھا اس لئے خود قاضی صاحب اس کی صحبت سے اجتناب کرتے تھے۔ ہم لوگ اس کی زیارت کو گئے ، یہ شخص ایک اونچی جگہ پر تھا جس کے گرد بہت سے مرد اور عورتیں تھیں ، جب ہم لوگ اس سے ملے تو ہمارا پرتپاک استقبال کیا اور نیک احساسات و خواهشات کا اظہار کیا ، پھر ممنوع شراب پیش کی، خود پی اور ہمیں بھی پینے کو کہا ، اس نے جتنا زیادہ اصرار کیا ہم لوگوں نے اتنا ہی اس ممنوع شراب سے نفرت کا اظہار کیا۔ یہ دیکھ کر اس نے ہمیں ضرر پہنچانے کی دھمکی دی ، ہم لوگوں نے نہایت نفرت ، افسوس اور برهمی کے ساتھ اس جگہ کو چھوڑا ، اور اپنے دوستوں کے پاس مراجعت کی ، جنھوں نے بڑی خاطر تواضع کی ، طعام و مشروبات پیش کئے مگر ہمیں بھوک نہ تھی اس لیے معذرت چاہی۔

انہیں ایام میں خواب دیکھا کہ آنکھوں کے آگے ایک نہایت خوبصورت باغ تھا جس میں میوے دار درخت لگے ہوئے تھے اور نہریں جاری تھیں ، لیکن اس کا راستہ نہایت پر خطر نظر آیا ، ہر

طرف خاردار جھاڑیاں تھیں اور طرح طرح کی مشکلات تھیں اسلئے کوئی شخص باغ میں داخل نہ ھوسکتا تھاپھر کیا دیکھتا ھوں کہ وھی شخص نمودار ھوا اس کے ھاتھ میں وھی ممنوع شراب کا پیالہ تھا ، کہنے لگا کہ اس کو پی لیں تو میں اس باغ میں آپ کو لے جاؤنگا ـ میں نے سختی سے انکار کیا ، اس نے میرا ھاتھ پکڑ لیا اور میں اس سے الگ ھونے کیلئےجدوجہد کرنے لگا ، اس زور آزمائی میں میری نیند ٹوٹ گئی ، اور میں نے لاحول ولاقوۃ الا باللہ پڑھا ، کروٹ بدلی اور سو گیا ـ پھر وھی خواب دیکھا اور پھر جاگ اٹھا ، اب میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے اعانت کا خواھستگار ھوا ـ پھر جو میں نے یہی خواب دیکھا تو اس بار پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف فرما تھے ، اور ان کے دست مبارک میں ایک چھڑی تھی ، وہ فریبی شخص پھر نظر آیا ، اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چھڑی لگی ، اور آدمی سے کتا بن گیا اور بھاگا . پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ یہ شخص اب جا چکا ہے ، اس شہر میں مزید نہیں ٹھہرے گا ـ ـ جب میں جاگا تو وضو کرکے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے شکرانے کے طور پر دوگانہ ادا کیا ـ پھر میں اس جگہ کی طرف گیا جہاں اس کا مکان تھا ، مگر وہ مقام غیر آباد نظر آیا ، لوگوں نے بیان کیا کہ وہ شخص چند گھنٹے پہلے آیا ، ھر چیز کو ڈھاتا رھا اور یہ جگہ چھوڑ کر چلا گیا (۱۵) ـ

**دشت نو ردی**

جیسا کہ اشارہ گذر چکا پندرہ سولہ سال کی عمر میں شیخ عبدالوھاب جنگلوں میں گھومتے پھرتے رھے ، زاھدوں ، جوگیوں سے ملتے رھے ، غیر مسلم سنیاسیوں کی صحبت میں ریاضت و عبادت کرتے رھے

اور روحانی تجربے کیلئے مشقت و مجاهدے کرتے رهے ، ان کے اخلاق و ایمانی قوت سے متاثر هو کر بهت سے عابد مرتاض اشخاص نے اسلام قبول کر لیا ، جس وقت شیخ مکه مکرمه پهنچے اسوقت ان کی عمر ۱۹ ـ ، ۲۰ ـ سال کی تهی ، اور وهاں شیخ علی متقی صاحب کنزالعمال ، کی خدمت سے وابسته رهے (۱٦)ـ

ایک بار شیخ عبدالحق نے شیخ کی خدمت میں یه عرض کیا : «اپنے شیخ کی خدمت میں پهنچنے سے پهلے هی آپ اپنی ریاضتوں ، عبادتوں ، اور مجاهدوں سے بهت کچهـ روحانی تجربات حاصل کر کے کمال کو پهنچ چکے تهے ، پهر آپ نے اپنے شیخ کی صحبت سے کیا حاصل کیا ؟ » شیخ نے جواب دیا « جو کچهـ میں نے حاصل کیا وه شیخ کی دعاؤں ، توجه اور ارشادات کی بدولت حاصل کیا » ـ پهر آپ نے فرمایا :«درحقیقت شریعت اور ایمان کی استقامت شیخ کی خدمت میں میّسر هوئی ـ میں صحرا نوردی کرتا رها مگر ایمانی قوت اس وقت حاصل هوئی جب میں شیخ کی خدمت میں پهنچا ، سب سے اعلی مقام ، جیسا که شیخ نے ارشاد فرمایا ، شریعت کی متابعت اور اس کی مضبوط استقامت هے » ـ

### اتباع سنت

پیغمبر صلی الله علیه وسلم کی متابعت کے ذکر کے دوران ، شیخ نے جو پیغمبر صلی الله علیه وسلم کی انتهائی محبت اور ان کے لئے ایثار کے جذبے سے بحد سرشار تهے ، ایک خواب کا ذکر کیا جس میں انهوں نے اپنے کو حضور صلی الله علیه وسلم کے گنبد مبارک کے اوپر پایا فرمایا :«گنبد میں ایک شگاف تها ، ناگهاں میں اس شگاف سے حضور صلی الله علیه وسلم کی ضَریح مبارک پر گر پڑا ، وهاں میں

اس طرح ادھر اُدھر حرکت کرنے لگا گویا میں کسی چیز کو تلاش کر رہا تھا ۔ پھر میں نے اپنے میں اتنی طاقت محسوس کی که میں وھاں سے مشرق و مغرب اور سارے عالم کے لئے نکل کھڑا ھوا » ۔

شیخ نے بیان کیا که میں نے اس خواب کا تذکرہ اپنے شیخ سے جو اس وقت بقید حیات تھے کیا ، شیخ نے یه تعبیر بیان فرمائی که : «انشاء اللہ : اس خواب کا دیکھنے والا پیغمبر صلی اللہ علیه وسلم کی متابعت میں کمال کو پہنچے گا اور پیغمبر صلی اللہ علیه وسلم کی محبت میں اتنا غرق ھو گا که انکی عقیدت میں اپنے کو فنا کر دیگا اور بقاء دوام حاصل کریگا (۱۷)۔

مقام جعرانه مکه معظمه سے ایک مرحله کی مسافت پر ( یعنی ایک دن کے سفر کی دوری پر ) ھے ، جهاں پیغمبر صلی اللہ علیه وسلم نے قیام فرمایا تھا اور غزوۂ حنین کے مال غنیمت کو تقسیم کیا تھا ، نیز اس مقام سے حضور صلی اللہ علیه وسلم نے عمرہ ادا فرمایا تھا ۔ اپنے شیخ کی ھدایت کے مطابق شیخ عبدالوھاب اس مقام پر تشریف لے جاتے ، سوتے اور چند گھنٹوں میں حضور اکرم صلی اللہ علیه وسلم کی زیارت سے سینکڑوں بار سے زیادہ خواب میں سعادت حاصل فرماتے۔ عمرہ ادا کرنے کی نیت سے شیخ اکثر و بیشتر اس مقام پر تشریف لے جاتے تھے ۔ شیخ علی متقی اس مقام کی زیارت ننگے پاؤں چل کر کرتے ، روزہ رکھتے اور کثرت سے عمرہ ادا کرتے تھے ۔

### شیخ کی تالیفات

شیخ عبدالحق نے انکے مؤلفات کا ذکر نہیں کیا ھے ۔ البته ان کا بیان ھے که شیخ ھمیشه اپنے شیخ علی المتقی کی کتابوں کی تحقیق

میں مشغول رهتے ، اُن کی کتابوں کی تعداد سو سے کچھ اوپر هے ، اور یہ بھی بیان کرتے هیں کہ شیخ کتابوں کی نقلیں تیار کر کے روزی کماتے تھے ـ نیز اپنے شیخ کے علاوہ دوسروں کی کتابیں بہت کم نقل کرتے ـ شیخ ایسی نادر کتابوں کی تصحیح و نقل میں بھی مصروف رهتے تھے جو ان کے خیال میں طلبہ اور عوام کے لئے نہایت مفید و کارآمد هوتیں (١٨) ـ

## تعلیقات

١ ـ شیخ کی زندگی کے واقعات ان کے مرید و شاگرد شیخ عبدالحق محدث دهلوی کی مشہور تالف اخبار الاخیار اور ذیل کے مراجع سے ماخوذ هیں ، دیکھئے اخبار مطبوعہ هاشمی پریس ، ١٢٧٨هـ صفحات ٢٥٣ ـ ٢٦٣ ـ هاشمی مجتبائی ، ١٢٨٠ هـ صفحات ٢٥٧ ـ ٢٦٧ ـ مجتبائی پریس ، ١٣٣٢ هـ ٢٦٩ ـ ٢٧٢ ، نیز حدائق الحنفیہ صفحات ٣٩٢ ـ ٣٩٣ ـ تاریخ برهان پور ، کوثر پریس ، ص ١٥٥ ـ ١٥٦ ـ خزینۃ الاصفیاء ، جلد اول صفحات ١٣٨ ـ ١٤٠ ، تذکرہ علماء هند از رحمان علی ص ١٣٩ ـ وشیخ عبدالحق محدث دهلوی از ڈاکٹر خلیق احمد نظامی .

٢ ـ مالوہ کے مسلمان حکمرانوں کا پایۂ تخت منڈو تھا ـ حسب بیان رحمان علی ، اب یہ مقام منڈو گڑھ کے نام سے مشہور ہے اور ریاست دهر میں واقع ہے ـ

الادریسی کی کتاب « هند اور اس کے جوار کے مقامات » مترجمہ سید مقبول احمد ، لیڈن ١٩٦٠ء ص ١٥٨ ، کے مطابق منڈو موجودہ مدھ پردیس کے مقام اجین یا مالوہ سے گویا نسبت رکھتا ہے ـ

٣ ـ اخبار الاخیار ص ٢٥٨ ـ ونزهۃ الخواطر از سید عبدالحی بن فخرالدین الحسنی ، الطبعۃ الاولی ، جلد ٥ ، ص ٢٦٧ .

٤ ـ ایضاً

٥ ـ ایضاً هاشمی پریس ؛ شیخ می گفتند کہ یک بار و برادر در راہ خدا کہ یافتیم عبدالوهاب بود ، ص ٢٥٨ ( هاشمی و مجتبائی پریس ص ٢٧٠ ( مجتبائی )

٦ ـ ایضاً ، ص ٢٥٨ ، و ڈاکٹر خلیق احمد نظامی : شیخ عبدالحق محدث دهلوی .

٧ ـ ایضاً ص ٢٥٩

٨ ـ ایضاً ـ

٩ ـ ایضاً

۱۰ ۔ ایضاً ص ۲٦۰ ، ایضاً تاریخ برهانپور ص ۱۵٦ ۔ ونزهة الخواطر ج ۵ ص ۲٦۷ .

۱۱ ۔ ایضاً ص ۲٦۱

۱۲ ۔ یہ ایک خاص دعا ہے جو « دعاء سیف اللہ » کے نام سے معروف ہے ، اور جس کی خاص اجازت شیخ عبدالحق نے اپنے شیخ سے اعلی سند کی بنا پر حاصل کی ۔ اس کی اجازت انہوں نے دوسرے مشائخ سے بھی لی اور اس دعا کو وہ جمعہ کے دن پڑھا کرتے تھے ۔ دیکھئے مخطوطہ کلکتہ ورق ۲۸۹ و : دعاء سیف اللہ یقرأ یوم الجمعة ، اجازة للکاتب من بعض الصالحین بطریقة مکتوبة فی آخره ۔

۱۳ ۔ مرجع مذکور ص ۲٦۱ ، نیز مخطوطة کلکته ورقه ۲۸۹ ۔

۱۴ ۔ مرجع مذکور ص ۲٦۳ ، ایضاً تاریخ برهانپور ص ۱۵٦

۱۵ ۔ مرجع مذکور ص ۲٦۳ ۔ ۲٦۵ ، نیز نزهة الخواطر ج ۵ ص ۲٦۷

۱٦ ۔ مرجع مذکور ص ۲٦٦ ۔ ایضاً نزهة الخواطر ، جلد ۵ ص ۲٦٦ ۔ وتذکرۂ علماء هند از رحمان علی ص ۱۳۹

۱۷ ۔ مرجع مذکور ص ۲٦۷

۱۸ ۔ ایضاً ۲۳٦ و ۲۵۸ ۔ نیز دیکھئے خیر الدین الزرکلی : الاعلام جلد ۵ ص ۱۲۳ ۔ ونواب صدیق حسن خان ، ابجد العلوم : ۸۹۵ ۔